اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم

برائے ○ طلبأ و مدرّسینؒ

پسند فرمودہ

حضرت حکیم الامّت مجدد الملّت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ

○

مؤلفہ : مولانا عبدالرحمٰن صاحب بکھراوی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

○

محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم عمّت فیوضہم
خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامّت مجدد الملّت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ

زیرِ سرپرستی : یادگارِ خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ پوسٹ بکس نمبر 2074 جامع مسجد قدسیہ
بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہِ قائدِ اعظم لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 ☎ 042 - 6370371 ، 042 - 6373310

ناشر: انجمن احیاء السُّنّۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور
پوسٹ کوڈ نمبر: 54920 - ☎ - 042 - 6861584 / 042 - 6551774

القول العزیز

لب پہ ذکر اللہ کی تکرار ہو

دل میں ہر دم حق کا استحضار ہو

اس پہ تو کر لے اگر حاصل دوام

پھر تو بس کچھ دن میں بیڑا پار ہو

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم

مُحی السُّنّۃ حضرتِ اقدس مولانا
شاہ ابرار الحق صاحب
دامت برکاتہم عمّت فیوضہم

ناشر: انجمن احیاء السُّنّہ (رجسٹرڈ)
نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور
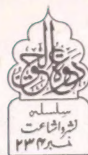
نام کتاب : ______ اُصُولِ زرّیں (طلباء مدرسین)

تصنیف : ______ محی السنّہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرارُ الحق صاحب دامت برکاتہم

کتابت : ______ محمدؐ علی زاہد

ناشر : ______ انجمن احیاءُ السنّہ (رجسٹرڈ) ۔ نفیر آباد ۔ باغبانپورہ ۔ لاہور

ملنے کے پتے
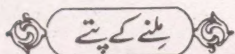
لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ اِمدادیہ اشرفیہ

بالمقابل چڑیا گھر ○ شاہراہِ قائدِ اعظم ○ لاہور

پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6373310

فیکس: 042-6370371

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاءُ السنّہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

6551774 -

نگران اشاعت ڈاکٹر عبدالمقیم خلیفہ مجاز : عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمدؐ اختر صاحب دامت برکاتہم

32 راجپوت بلاک، نفیر آباد، باغبانپورہ ۔ لاہور فون: 042-6551774

Mobile:0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مقدمہ

از حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم عمّت فیوضہم

امابعد! اس ناکارہ نے کتاب رحمۃ المتعلّمین مؤلفہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب کھرادی اعظم گڈھی کو دیکھا جس میں چار باب مقرر کیے ہیں۔ پہلے باب میں مدّرسین کے لیے، دوسرے میں متعلّمین کے لیے اور تیسرے باب میں کاتبین اور چوتھے باب میں عامۃ مومنین کے لیے کچھ نصیحتیں مذکور ہیں۔ اُن کے فائدہ مند ہونے کے بارے میں صرف مرشدی حضرتِ اقدس حکیم الاُمّت مجدّدُالملّت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نوّراللہ مرقدہ کا ارشاد گرامی کافی ہے۔ جو اس کتاب میں مسطور ہے۔ جس کو بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا احقر اشرف علی عرض رسالہ ہے کہ مَیں نے اس مجموعہ رحمۃ المتعلّمین کو جو چند ابواب پر مشتمل ہے نہایت شوق سے حرفاً حرفاً دیکھا۔ جوں جوں پڑھتا جاتا تھا اس کے مضامین سے جو کہ عوام اور خواص سب کی ضرورت کے ہیں۔ بے حد دل خوش ہُوا۔ گو یہ کہنے کی بات نہیں مگر سادگی سے کہتا ہوں کہ بالکل خانقاہِ امدادیہ کا چربہ مؤلف جزاہ اللہ تعالےٰ نے اُتار دیا۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اس کو نافع اور مقبول فرماویں۔ والسّلام

یکم جمادی الاولیٰ، ۱۳۳۳ھ، مقام تھانہ بھون

اس کتاب کے مضامین سب کے سب ہی حرزِ جان بنانے کے قابل ہیں مگر اوّل کے دو باب کے جو مضامین ہیں ان کی لاعلمی اور ان پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مدرسین کے افادہ اور طلبہ کے استفادہ میں بہت بڑی کمی ہو جاتی ہے لہٰذا اس ناکارہ کا بے اختیار جی چاہا کہ ان مضامین کو الگ باب وار شائع کر دیا جاوے۔ تاکہ بصورتِ ضرورت مزید اضافہ میں سہولت رہے چنانچہ توکلاً علی اللہ تعالےٰ اس ناکارہ نے ان کی اجمالی تبویب کر دی ہے اور سہولت کے لیے اس حصّہ کا نام اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم رکھا ہے۔ دونوں ابواب کو ایک ساتھ شائع کرنے کی ایک مصلحت یہ ہے کہ اساتذہ کے ذریعہ طلباء کو ان کے متعلق ضروری ہدایات پہنچتے رہنے سے زیادہ نفع کی توقع ہے اور طلباء کو اساتذہ کی قدر ہو گی کہ ہماری خاطر یہ کتنی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ نیز بعض دفعہ طلباء کو اساتذہ کے معاملہ سے زیادتی کا شُبہ ہوتا ہے۔ تو اساتذہ کے منصب کے علم ہونے پر اس شُبہ و شکایت کا حل ظاہر ہو جاوے گا۔ اس رسالہ کو بار بار مطالعہ کرنا خصوصاً جُمعہ کی چھُٹی میں اس کو ایک دفعہ پڑھ لینا ان شاء اللہ تعالےٰ بہت مفید ہو گا۔

حضراتِ اہلِ علم سے گذارش ہے کہ اس سلسلہ میں جو بات قابلِ اضافہ محسُوس فرمائیں اس سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کا اضافہ کیا جا سکے۔

والسّلام۔ ناکارہ

ابرار الحق

خادمِ مدرسہ اشرف المدارس

۱۲ رمضان ۱۳۷۹ھ

طالبین کے نصائح میں

منصبِ طالبِ علم

۱۔ پڑھنے کے زمانہ میں وقت وصحت و فراغت کو غنیمت سمجھے کیونکہ یہ چیزیں نہایت بے اعتبار ہیں۔ اگر یہ موقع کھیل کود میں صرف کر دیا تو بعد میں موقع نہ ملے گا اور کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔

۲۔ جس سے نفع دینی یا دُنیوی حاصل کرنا چاہے اس کے سامنے اپنے کو مِٹا دے یعنی اپنی شان وشیخی و پٹھانی طاق پر رکھ دے اور ادب اور اطاعت اور خدمت اپنا شعار بنا لے۔ اشتیاق سے پڑھے اور پڑھا ہوا خوب یاد رکھے ان باتوں سے ان شاء اللہ تعالیٰ اُستاد ایسا مہربان وخوش ہوگا کہ پچاس روپے کے دینے سے بھی اتنا مہربان وخوش نہ ہوتا۔

۳۔ غلطی اگر کلام یا کام میں ہو جائے فوراً اپنی غلطی کا اقرار کرے باتیں نہ بناوے کیونکہ یہ تکبّر کی بات ہے۔

۴۔ جس سے پڑھے اس کی محبّت اطاعت اور ادب کا بہت پاس رکھے اس سے بڑا نفع ہوگا۔

۵۔ ساتھ یاد کرنے میں ہمّت اور شوق میں ترقی ہوتی ہے۔

۶ر علم پر ناز نہ کرے بلکہ نعمت سمجھ کر شکریہ ادا کرتا رہے، ورنہ نعمت چھین جائے گی اور عالم کا دماغ فالج سے خراب ہو گیا اور کل علم بھول گیا۔

۷ر طلبہ کو چاہیے کہ اللہ والے بن کر رہیں۔ تمام چیزیں اس کی بن کر رہیں گی آگر اللہ تعالےٰ سے پھر گیا تو سب چیزیں پھر جائیں گی۔ ؎

چوں ازو گشتی ہمہ چیز از تو گشت

۸ر طالبِ علم کو عموماً اور طالبِ دین کو خصوصاً سب گناہوں سے عموماً اور شہوت کے گناہوں سے خصوصاً سخت پرہیز کرنا چاہیے۔ کیوں کہ گناہوں سے تمام اعضاء عموماً دل و دماغ خصوصاً بہت ضعیف ہو جاتے ہیں اور حُسن بھی جاتا رہتا ہے اور چہرہ بدنما پیلا ہو جاتا ہے دیکھنے میں خراب معلوم ہوتا ہے، دل بوجہ تردّد اور خوف کے اور دماغ بوجہ مادہ منی کے نکل جانے کے کیوں کہ سرمایۂ راحت وصحت وقوت منی ہی ہے اور طالبِ علم کو زیادہ ضرورت انہیں اعضاء کے درست رہنے کی ہے کیوں کہ اگر یہ اعضاء ضعیف ہو گئے تو نہ پڑھ سکے گا اور نہ پڑھا ہُوا یاد رکھ سکے گا کیوں کہ قوتِ حافظہ بھی جاتی رہتی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اُستاد (حضرت وکیع رحمۃُ اللہ علیہ) سے سوءِ حفظ کی شکایت کی اُنہوں نے فرمایا گناہوں سے پرہیز کرو کیوں کہ علم فضل ہے اللہ تعالےٰ کا اور فضل اللہ تعالےٰ کے عاصی کو عطا نہیں ؎

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِىْ
فَاَوْصَانِىْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِىْ

فَاِنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ مِّنْ اِللّٰہِ
وَفَضْلُ اللّٰہِ لَا یُعْطٰی لِعَاصِیْ

اور گناہوں کے ترک کے متعلق یوں سمجھ لے کہ اگر میں نے گناہ کیا تو علم سے محروم رہوں گا اور صحت و عافیت سے محروم ہو جاؤں گا۔ اگر اللہ تعالٰے نے پردہ دری کر دی (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ) تو مدرسہ سے خارج کر دیا جاؤں گا۔ لوگوں میں ذلّت و رسوائی ہوگی۔ مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا اور یوں سمجھ لے کہ آدمی کی موت و بیماری کا کوئی وقت نہیں۔ جب ہی مر جاوے یا بیمار ہو جاتے اور بیمار ہو کر اور مر کر تو (گناہ) چھوڑنا ہی پڑے گا۔ تو جو چیز مر کر یا بیمار پڑ کر چھوٹنے والی ہو اسے صحت و حیات ہی میں چھوڑ دینا چاہیے تاکہ تارک المعصیت ہو متروک المعصیت نہ ہو اور قابلِ اجر و مدح تارک ہے نہ متروک اور یہ ٹھان لے کہ مَیں شہوت کے کہنے پر عمل نہ کروں گا۔ نہ دیکھوں گا نہ بات کروں گا اور نہ بات سنوں گا اور لڑکوں اور عورتوں کی صحبت سے بہت سخت پرہیز کرے۔ اگر کسی لڑکے کے ساتھ پڑھنے میں یا سبق کی تکرار میں یا دَور میں ہو تو قدرِ ضرورت پر اکتفا کرے اور اگر اپنی طبیعت میں بُرا میلان پاوے تو فوراً بہت جلد اس کا ساتھ چھوڑ دے اور تکرار وغیرہ سب بند کر دے، علیحدہ پڑھے اور جلد سے جلد دو رکعت نمازِ توبہ پڑھ کر توبہ کرے کیونکہ اگر علیحدہ ہونے میں تاخیر کرے گا تعلق کی جڑ مضبوط ہو جاوے گی اور علیحدہ ہونے کی ہمّت کمزور ہو جاوے گی اور پھر گناہ سے بچنا مشکل ہو جاوے گا اور اگر اللہ تعالٰے نے بعد مدّت کے کبھی دستگیری بھی کی اور توبہ نصیب بھی ہوئی تب بھی برسوں اس کے خیالات اور وساوس نماز و کتاب

خراب کریں گے اور سخت اُلجھن ہو جاوے گی۔ دل پریشان و متردّد و مغموم متفکّر رہے گا اور جلدی تدارک کرنے سے ان سب باتوں سے نجات رہے گی، اور دل میں فرحت و انبساط خوشی کا ایک بڑا عالم رہے گا ؎

دل آرامے کہ داری دل درد بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

بیت ولی کز غیر او اندیشہ وارد
مگس جائے پری در شیشہ دارد

اور لڑکوں اور عورتوں کو دل میں جگہ دینا اور اللہ کو نکالنا کیا خراب بات ہے؟ ؎

کعبہ سے بُت نکال دیئے تھے رسول نے
اللہ کو نکال رہے ہیں دلوں سے آپ

اور خدا عزّوجل کے جمالِ بے مثال کو چھوڑ ان مُردہ ناپائیدار اشکال پر عاشق ہونا کیا بے سمجھی کی بات ہے؟ کہاں وہ نورِ آفتاب اور کہاں یہ چراغِ مُردہ؟ ؎

چراغِ مردہ کُجا نورِ آفتاب کُجا
ببیں تفاوت رہ از کُجاست تا بکُجا

؎
ما نصیحت بجائے خود کردیم
روز گارے دریں بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبتِ کس
بر رسولاں بلاغ باشد وبس

۹ر طلبہ کو چاہیے کہ اُستاد کے ساتھ حُسنِ ظن رکھیں۔ اگر کسی طالبِ علم

کے ساتھ کوئی خاص برتاؤ کرے تو یہ سمجھ لے کہ وہ صاحب اسی لائق ہیں اور میں اسی لائق ہوں یا اُن کے ساتھ وہی برتاؤ مصلحت ہے اور میرے ساتھ یہی برتاؤ مصلحت ہے یا یوں سمجھ لے کہ اگر خدانخواستہ وہ خلاف ہی کرتے ہوں گے تو اللہ تعالےٰ پر ان کا حساب ہے مجھے بدگمانی سے کیا نفع ہو گا؟ دُنیا میں ان کے فیوض و برکات سے محروم رہوں گا اور آخرت میں بدگمانی کے وبال میں گرفتار ہوں گا اور یہ خیال کرے کہ دوسرے کے کام کی فکر میں کیوں پڑوں یکساں برتاؤ کرنا اُستاد کا کام ہے وہ اپنا کام کریں یا نہ کریں۔ وہ اپنے کام کے ذمّہ دار ہیں اور میرا کام ہے حُسنِ ظن اور اطاعت اور خدمت، میں اپنا کام کروں اور بدگمانی کا یہ بھی نقصان ہے کہ تم کو اُستاد اور طالبِ علم محسود علیہ سے دشمنی ہو جائے گی اور دشمنی میں جانبین کا جان و مال عزّت و آبرو معرضِ خطر میں ہو جاتا ہے قصّہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسُف علیہ السلام اور واخوتہ علی نبینا وعلیہم السلام کا پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ ہر چھوٹے بڑے کو یہ برتاؤ یاد رکھنا چاہیے۔ مثلاً پیر، اُستاد، باپ کے ساتھ ان کے چھوٹوں کو جتنا حُسنِ ظن رکھنا ضروری ہے۔ اُستاد پر تساوی فی المعاملات وغیرہ اس سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ ان کا فعل انہیں تک نہ رہے گا بلکہ ہر شاگرد کے رگ و ریشہ میں سرایت کرے گا اور ان کا اثر دوسروں کو پہنچے گا۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

خلاصہ یہ ہے کہ بدگمانی سے بہت پرہیز اور مصلحت میں بھی زیادہ غور و

غوض نہ کرے بلکہ اپنے دل میں یہ سمجھ لے کہ ہوگی کوئی مصلحت۔ یہ طریقہ سرمایۂ راحت دارین ہے۔

۱۰۔ اُستاد کی روک ٹوک اگر پڑھنے میں ہو تو اس کو بُرا نہ سمجھے اور نہ چہرہ پر شکن پڑے، نہ ملال ظاہر کرے۔ اس لیے کہ اس سے اُستاد کے دل میں انقباض پیدا ہو جائے گا، اور دروازہ نفع کا بند ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ موقوف ہے انشراحِ دل اور مناسبت پر اور صورتِ مذکورہ میں دونوں باتیں نہیں ہیں۔ بہت بڑا قاعدہ اور جلد منفعت کی کنجی یہ ہے کہ جس سے نفع حاصل کرنا ہو خواہ خالق یا مخلوق سے اس کے سامنے اپنے کو مٹا دے اور فنا کر دے اور اپنی رائے و تدبیر کو بالکل دخل نہ دے پھر دیکھیے کیسا نفع ہوتا ہے اور یہ بڑا کمال ہے! ؎

تو در گم شو وصال این ست و بس
تو مباش اصلا کمال این ست و بس

۱۱۔ طالبِ علم کو بڑی ضرورت فراغتِ قلب کی ہے یعنی قلب کا کسی چیز سے یا کسی شخص سے متعلق نہ ہونا یعنی حُقّہ یا پان تمباکو وغیرہ کا عادی نہ بنے اور نہ کسی امرد لڑکے یا عورت سے ناجائز تعلق پیدا کرے۔ ورنہ علم سے بوجہ آفاتِ دینی و دُنیوی کے محروم رہے گا اور رسوائی و ذلّت ہوگی۔ مدرسہ سے خارج کر دیا جاویگا

ما ہیچ نداریم غمِ ہیچ نداریم
دستار نداریم غمِ ہیچ نداریم

؎ ہے وہ عاقل جو کہ آغاز میں سوچے انجام
ورنہ نادان بھی سمجھ جاتا ہے کھوتے کھوتے

اور نہ کسی طالب علم سے دوستی پیدا کرے کہ جس سے کسی کو موقع بدگمانی کا ہو اور نہ دشمنی پیدا کرے کہ اس سے لڑنے جھگڑنے میں وقت خراب ہو۔

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن
کفرست در طریقتِ ما کینہ داشتن

۱۲۔ طالبِ علم کو چاہیے کہ بعد فارغ ہونے کے کسی اللہ والے کی خدمت میں رہ کر کچھ دنوں اصلاح ظاہر و باطن کی کرے۔

ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر
دامن آن نفس کش را سخت گیر

تب معلّمی کرے تاکہ خود گناہِ ظاہر و باطن سے اجتناب کرے اور اس کا اثر متعلّمین میں یعنی شاگردوں پر پڑے۔

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کاملے پامال شو

۱۳۔ پڑھنے میں نیت خدمتِ دین اور رضائے خداوندی کی رکھے اور عزّت و جاہِ دنیوی کی نیت ہرگز نہ کرے۔ اچھی نیت سے اگر پڑھے گا تو زمانۂ طالب علمی میں اگر مر جائے گا تو شہید ہوگا اور قیامت میں علماء کے ساتھ اُٹھایا جائے گا اور دن رات جو محنت کی دماغ وغیرہ خرچ کیا ہے اور پڑھا ہے۔ سب ان شاء اللہ تعالےٰ نامۂ اعمال میں دیکھے گا اور دوسری نیت سے ان سب باتوں سے محروم رہے گا اور مستحق اور موردِ عتابِ خداوندی ہوگا۔ نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ ذَالِکَ۔

۱۴۔ طلبہ کو چاہیے کہ اپنا شوق اور طلب اور محنت اُستاد کو دکھائیں۔ اُستاد خود مہربان ہو جائے گا اور ان شاء اللہ پوری توجہ کرے گا ؎

چوں شمع سپئے علم باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

؎ بقدر الکد تکتسب المعالی
ومن طلب العلیٰ سہر اللیالی

ترجمہ: بقدرِ محنت علوّ مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔
جو علوِ مرتبہ کا طالب ہوتا ہے راتوں کو جاگتا ہے۔

تروم العزّ ثم تنام لیلاً
یغوص البحر من طلب اللآلی

ترجمہ: تم عزّت چاہتے ہو اور راتوں کو سوتے ہو۔
موتی کا طالب دریا میں غوطے لگا رہا ہے۔

جیسا طالب ہوتا ہے اور جیسی طلب ہوتی ہے استاد کی جانب سے ویسا ہی فیض ہوتا ہے۔ عادۃ اللہ یونہی جاری ہے ؎

فہم سخن تا نکند مستمع
قوتِ طبع از متکلم مجوئے
فسحتِ میدانِ ارادت بیار
تا بزند مرد سخن گوئے گوئے

۱۵۔ طالبِ علم کو چاہیے کہ حق پسندی اپنا شعار رکھے اور ہٹ دھری

سے بہت اجتناب کرے۔ سرمایہ راحتِ دُنیا و دین میں یہی خصلت ہے۔
اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

۱۶۔ طالب علموں کو چاہیے کہ جس مدرسہ میں جس مدرس سے پڑھنا چاہیں پہلے وہاں کے مدرسہ اور مدرس کے قوانین دریافت کر کے اپنے ذہن میں خوب غور کر لیں کہ ان قوانین کی پابندی مجھ سے ہو سکے گی یا نہیں۔ اگر نہیں ہو سکتی تو پھر کوئی بات نہیں، اپنے گھر بیٹھے رہیں۔ اگر ہو سکتی ہے تو خوب پختہ ہو کر داخل ہوں اور ان قوانین کی پابندی کریں اور علم حاصل کریں۔ پھر وہاں سے کہیں دوسری جگہ نہ جاویں۔ یک در گیر محکم گیر پر عمل کریں اور ثم خیرًا کا مرض نہ ہونے دیں یعنی یہاں سے وہاں اور وہاں سے ہاں نہ جاویں اس میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ ایک یہ کہ ہر استاد کی نظر سے اتر جائے گا اور سب کہیں گے کہ یہ ہر جائی ہے۔ یہاں سے کہیں اور جگہ چلا جاوے گا اور جہاں سے جاتے گا پھر وہاں داخل نہ ہو سکے گا۔ دوسرے یہ کہ ہر مدرسہ کے قوانین جُدا ہوتے ہیں۔ اس سے یہ خرابی ہو گی کہ پہلی پڑھائی بے کار ہو جائے گی، مثلاً کسی مدرسہ میں یہ قانون ہے کہ تجوید پڑھاتی ضرور جاتے اور کہیں کا قانون یہ ہے کہ تجوید کا نام نہ رہے اور تم تجوید والے مدرسہ سے کچھ تھوڑا ہی سا پڑھ کر چلے گئے تو یہ پڑھا ہُوا کچھ کام نہ دے گا اور وہ بھی بھول بھال جائے گا۔ غرض کہ تین خرابیاں ہیں۔ اُستاد کے دل میں وقعت نہ ہونا، اس کا مہربان نہ ہونا۔ پہلے مدرسہ میں پھر داخل ہونے کے قابل نہ رہنا۔ پہلی پڑھائی کا بے کار ہو جانا اور ایک خرابی یہ ہوتی ہے کہ دوسری جگہ انتظامِ سکونت و خوراک وغیرہ میں دقت

کا پیش آنا اور دل کا متردد رہنا اور تحصیلِ علم میں فراغتِ قلب اور جمعیتِ قلب اور نشاطِ قلب کی بہت ضرورت ہے اور اس ثم خیرا میں یہ سب باتیں کافور ہو جاتی ہیں اور متعدد شیوخ کے ہاتھوں پر بیعت ہونے میں بھی یہی خرابیاں ہیں۔ شیخ بھی جانچ کر بنانا چاہیئے تاکہ پھر کسی دوسرے کے یہاں نہ جانا پڑے اور اختلافِ قوانین سے پریشانی نہ ہو اور دونوں کے یہاں سے محروم نہ ہو کیوں کہ کسی شیخ کے دل میں تمہاری وقعت اور محبت نہ رہے گی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔

۱۷۔ طالبِ علم سے اگر اُستاد کی بے ادبی یا نافرمانی یا ایذا رسانی ہو جائے فوراً نہایت نیاز و عجز سے معافی چاہیئے اور الفاظِ معافی کے ساتھ اعضا سے بھی عاجزی وانکساری وندامت ٹپکے۔ یہ نہیں کہ لٹھ مار دیا کہ اجی معاف کر دو۔ اگر دل میں ندامت ہو گی تو اعضا سے بھی ندامت ٹپکے گی۔ اگر نہ بھی ہو تو بناوٹ ہی کر دے۔ اصل نہیں تو نقل ہی سہی مگر تاخیر نہ کرے کیوں کہ اُستاد دنیا دار ہو گا تو تاخیر کرنے سے اس کی کدورت بڑھ جائے گی اور تمہارا نقصان ہو گا۔ اور اگر دیندار ہو گا تو گو وہ کدورت وغیرہ خرافات کو اپنے دل میں جگہ نہ دے گا۔ کیوں کہ اس کا مشرب یہ ہوتا ہے ؎

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن
کفرست در طریقت ما کینہ داشتن
بہ نشیں در دلِ ویرانہ ام اے گنجِ مراد
کہ من ایں خانہ بسودائے تو ویراں کردم

مگر رنجِ طبعی ہو گا اور یہ بھی طالب کے لیے مُضر ہو گا کیونکہ اس حالت میں

انشراحِ قلب نہ رہے گا اور بغیر انشراحِ قلب نفع نہ ہوگا اور تاخیر کرنے میں یہ بھی خرابی ہے کہ جتنی تاخیر ہوگی اتنا ہی حجاب بڑھتا جائے گا۔

۱۸۔ طالبِ علم دین کی اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی عزت ہے اور بڑا مرتبہ ہے اسے گناہ پر جرأت نہ کرنا چاہیے کیوں کہ یہ خلافِ حیا اور خلافِ مروّت ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ان کے لیے فرشتوں سے پَر بچھوائیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے انہیں ناخوش کریں اور اللہ تعالیٰ ان کے عیوب کو چھپائیں اور یہ گناہوں کی کثرت کریں۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ جن کے رُتبے زیادہ ہوتے ہیں ان کو زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ ع جن کے رُتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

ع نزدیکاں را بیش بود حیرانی

پس طلبہ کو چاہیے کہ اپنے رُتبے پر رہیں ؎

تو بر سرِ قدر خویش باش و وقار
بازی و ظرافت بہ ندیماں بگذار

۱۹۔ چھوٹے پن کے اُستاد کو بعد اپنے بڑے ہو جانے کے بھی اُستاد سمجھنا چاہیے اور ان کا ادب لحاظ خدمت بہت کرنی چاہیے۔ بڑے اُستاد سے بھی ان کا زیادہ ادب کرنا چاہیے کیوں کہ چھوٹے نے تمہارے ساتھ زیادہ محنت کی اور بہت مغز مارا ہے۔ حضرت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ اپنے شروع کے اساتذہ کا نام وعظ میں بیان فرماتے ہیں۔ تواضع و لیاقت اسی میں ہے۔ اس کے خلاف میں تکبّر اور ناشکری ہے اور وعید۔ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ

میں داخل ہونا ہے اور حضرت مولانا تھانوی ترتیب رُتبہ والدین اُستاد و پیر میں یوں فرماتے ہیں۔ سب سے زیادہ رتبہ باپ کا ہے بعد کو استاد ظاہری کا پھر پیر کا۔ باپ موجدِ مادہ ہے اُستاد مادہ کا ترتیب دینے والا اور پیر مادۂ مرتّب پر نقشہ پھیرنے والا اور آراستہ کرنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ موجدِ مادہ کا مرتبہ زیادہ ہونا چاہیے۔

۲۰؍ کسی طالب علم کی سمجھ اور حافظہ وغیرہ پر حسد نہ کرے کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ہاں دُنیا و آخرت کا نقصان ہوگا۔ دنیا کا نقصان یہ ہے کہ ہر وقت غم اور فکر میں رہے گا اور دل منتشر رہے گا اور انتشارِ قلب کے ساتھ نہ بات سمجھ میں آوے گی اور نہ پڑھی ہُوئی یاد رہے گی۔ اس کے لیے فراغتِ قلب کی ضرورت ہے۔ جس کو اس رسالہ میں بار بار لکھ چکا ہوں اور دین کا نقصان یہ ہے کہ حسد نیکیوں کو ایسا کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو اور حسد کرنا گویا کہ اللہ تعالےٰ کے کام میں عیب نکالنا ہے کہ فلاں نا اس قابل نہ تھا آپ نے غلطی کی۔ (نعُوذُ بِاللّٰہِ منہ) صاحبو دُنیا کا دوست اپنے دوست کے غلط کام کو تاویل کر کے صحیح کرتا ہے تم کیسے دوست اللہ تعالےٰ کے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے کام میں غلطی نکالتے ہو؟ توبہ کرو اور اس خلقِ بد کا علاج کرو اور علاج یہ ہے کہ سوچو کہ یہ کام فضول ہے۔ میرے حسد سے اس کی سمجھ اور حافظہ کم تو نہ ہوگا بجز تکلیف کے، دوسرے علاج یہ ہے کہ جس چیز میں حسد ہو اس کے لیے اس میں ترقی کی دُعا کرو کہ یا اللہ اس میں اس کو دن دونی رات چوگنی ترقی نصیب ہو۔ اس سے ان شاء اللہ یہ مرض جاتا رہے گا۔ اگر نہ جائے کسی اللہ والے سے رجوع کر کے دوسرا

علاج کرو اور اس کو نکالو اور اپنے اوپر رحم کرو۔

آدابِ اُستاد و حقوق

۱۔ اُستاد اور بڑوں کے سامنے ادب سے رہے، نہ ہنسے نہ زیادہ بولے نہ ادھر اُدھر تاکے۔ ایسا رہے جیسے وہ شخص رہتا ہے جس کے سر پر پرندہ بیٹھ جاتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ عنہم ایسے ہی رہتے تھے، اگر اس سے یا بڑوں سے کوئی بات خلافِ مزاج پیش آجاوے تو یہ سمجھ کر کہ ان سے مجھے دینی نفع بہت ہُوا ہے معاف کر کے دل صاف رکھے بلکہ ان کے متعلقین سے اگر کوئی بات پیش آجائے درگزر کردے۔ حضرت مولانا تھانوی صاحب نے ایک شخص سے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ آپ حضرت حاجی صاحب رحمۃُ اللہ علیہ سے بیعت ہیں تو یہ نامناسب بات بھی نہ کہتا۔ اُستاد کا درجہ پیر سے زیادہ ہے ان کا تو اور پاس کرنا چاہیے۔

۲۔ اپنا استاد یا پیر کوئی بات بتلادے تو اس کے مقابلے میں دوسرے کی بات بطورِ تردید کے نہ کہے کہ فلاں یہ کہتے ہیں اس سے اعتقاد و اعتماد کی سُستی معلوم ہوتی ہے۔

آدابِ علم

۱۔ اگر کوئی آوے تو تم السّلام علیکم نہ کہو اور اگر آنے والا کہے تو تم جواب مت دو۔ اپنے پڑھنے میں مشغول رہو کیوں کہ ذکر اللہ کے وقت سلام اور جوابِ سلام

دونوں نہ ہونے چاہئیں۔

۲۔ قاعدہ وغیرہ جب بیٹھے، ہاتھ میں لے کر بیٹھے۔ اُوپر سے نہ پھینکے۔ اُوپر سے پھینکنے میں بے ادبی ہے۔

۳۔ کتاب کو یاد کرنا اس بھروسہ پر نہ چھوڑ دے کہ آگے اور کتابیں آویں گی اس میں بھی یہی مسائل ہوں گے۔ اُسے یاد کرلوں گا۔ شاید موقع نہ ملے اور اگر اس کتاب کو یاد رکھے گا اور آگے موقع نہ ملا تو یہ کتاب تو یاد رہے گی اور کام دے گی اور اگر موقع مل گیا تو آگے کی کتابیں بجائے ایک صفحے کے چار صفحے پڑھے گا کیوں کہ اس کتاب سے مدد ملے گی۔

۴۔ اگر کوئی مسئلہ دیکھنا ہو تو اس فصل میں دیکھنا چاہیے۔ اگر حوض میں نہ ملے تو حاشیہ میں دیکھنا چاہیے۔ اگر حاشیہ میں نہ ملے تو دوسری کتاب میں یہی بیان دیکھے۔

۵۔ کتاب قاعدہ وغیرہ تعظیم سے رکھے اور اٹھائے۔ پَیر سے نہ چھو جائے اس میں بے ادبی ہے۔

۶۔ اگر کوئی بطورِ تعلیم کے کوئی بات کہے تو اس کی بات کو سُن کر تب اٹھے، ورنہ بات کی بے قدری اور بات کرنے والے کی دل شکنی ہوگی۔

۷۔ دل لگا کر پڑھے گا تو جلدی پڑھ لے گا ورنہ برسوں میں بھی نہ آوے گا۔

۸۔ ہر کتاب کے مضامین کو خوب اچھی طرح محفوظ رکھے۔ دوسری کتاب میں جو نئے مضامین آئیں انہیں کو پڑھ لے یا ساری کتاب پڑھے مگر نئے مضامین کو الگ نوٹ کر کے یاد کرے، علیٰ ہذا القیاس تیسری اور چوتھی کو اس سے ان شاء اللہ تعالےٰ زیادہ لیاقت اور بہت جلد (لیاقت) ہوگی۔

آدابِ رُفقاء

۱۔ اگر کوئی ساتھی یا دوسرا طالبِ علم غلط الفاظ پڑھے تو ہنسنا نہ چاہیے کیونکہ اس نے غلط غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے پڑھا جس کی وجہ سے اس پر کوئی الزام نہیں اور تمہاری ہنسی پر دو الزام۔ تکبر کا اور ایذائے مُسلم کا، یہ دونوں بڑے جُرم ہیں۔

آدابِ درس

۱۔ اگر دوسرے سے سوال ہو رہا ہو تو خود کچھ نہ بولے۔

۲۔ پڑھنے میں کتاب کی عبارت کا صحیح مطلب کے سمجھنے کا خیال رکھے۔ فضول سوال وجواب کے پیچھے نہ پڑے۔

۳۔ سبق تھوڑا پڑھے مگر یاد خوب کرے اور آموختہ کی بہت نگرانی کرے تاکہ حوصلہ بڑھے اور ہمّت میں قوّت ہو۔

۴۔ قرآن مجید جلد جلد اس غرض سے نہ پڑھے کہ میری غلطی وغیرہ پر سننے والا مطلع نہ ہو کیونکہ ایسی قرأت کرنے والے پر قرآن خود لعنت کرتا ہے اور اس میں تکبر کا شُبہ ہے اور قرآن پڑھنے میں چھ باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ نہ مُنہ چوڑا ہو، نہ مُنہ بند ہو، نہ مُنہ بگڑے، نہ مخارج میں سختی ہو، نہ ہر حرف پر سکتہ سا ہو، نہ آواز میں لرزہ ہو۔

۵۔ اگر اُستاد یا کوئی بزرگ یا اور کوئی کچھ بیان کرے اور وہ بیان صحیح ہو خاموش ہو کر سُنے۔ بدن اور قلب سے متکلم کی طرف متوجہ رہے۔ اپنی معلومات نہ بیان کرے۔ اس میں تکبُّر و بے ادبی و دل شکنی ہے اور یہ تینوں بُری خصلتیں ہیں۔

۶۔ اگر اُستاد کچھ سُنا دے یا اُستاد کچھ تقریر کرے یا کوئی دوسرا کچھ کلام کر رہا ہو تو توجہ متکلم کی طرف ہونا چاہیے کیونکہ بے توجہی میں بے قدری کلام و متکلم دونوں کی ہے

۷ر عبارت پورے جملے کی ایک ہی سانس میں پڑھے اور ترجمہ بھی ایک سانس میں کرے۔ کاٹ کاٹ نہ پڑھے اور نہ ترجمہ کاٹ کاٹ کر کرے یہ عیب کی بات ہے لیکن مجبوری میں رکاوٹ ہو جاوے تو اور بات ہے۔

۸ر سبق پر نشان رکھے تاکہ جلدی سے کھولے۔ ایسا نہ ہو کہ تمام کتاب اُلٹنا پڑے کیوں کہ اس میں کتاب کی بے ترتیبی اور بے انتظامی ہے۔

۹ر سبق آگے جھک کر سناوے پیچھے تن کر نہ سناوے اس میں بے پروائی و بے ادبی ہے۔

۱۰ر جب کہیں جائے کسی سے کچھ بات کرے یا سبق سنائے تو ایک کام طے کر کے دوسرا شروع کرے مثلاً جب سبق پڑھ لے تب کوئی بات یا پیغام کہے

۱۱ر سبق محض ذہن پر چڑھا کر استاد کو نہ سنادے کیوں کہ ایسا یاد کرنا بالکل نہیں ٹھہرتا۔ سبق خوب رٹ کر یاد کرنا چاہیئے تاکہ دل پر نقش ہو جائے اور ہمیشہ یاد رہے

۱۲ر سوال سمجھ کر جواب دے، بے سمجھے جواب نہ اُڑانا شروع کردے۔

۱۳ر اگر اُستاد بہت سی باتیں تعلیم کرے یا بہت سے الفاظ پر قرأۃ میں روک ٹوک کرے تو چند باتیں اپنے ذہن میں نوٹ کرلے۔ اگر نوٹ شدہ زیادہ ہو جائیں تو ان میں سے بھی نوٹ کرے اور یہ بھی خیال رکھے کہ اگر کسی بزرگ کی خدمت میں جاوے یا کسی عالم کے وعظ میں شریک ہو تو وہاں بھی ان کے مضامین کا انتخاب کرے۔

۱۴ر جن الفاظ کا ترجمہ بوجہ حیا کے نہ کر سکے ترجمہ میں وہ لفظ ہی کہہ لے اور نہ کسی سے ایسے الفاظ کا ترجمہ کراوے۔

۱۵ر سبق ناغہ نہ کرے، اس میں بے برکتی ہوتی ہے، دل اُکھڑ جاتا ہے،

پڑھا ہُوا بھُول جاتا ہے، شوق میں کمی ہو جاتی ہے۔

۱۶۔ قرآن مجید بنا کر باقاعدہ پڑھے اس سے قلب میں بہت نور اور صفائی ہوتی ہے۔ گڑبڑ پڑھنے سے قرآن مجید لعنت کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ بھی خوش نہیں ہوتے کیوں کہ قرآن مجید پڑھنا اللہ تعالےٰ سے باتیں کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی سے کوئی باتیں کرے اور بے تمیزی سے باتیں کرے تو مخاطب کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور تمیز سے اگر باتیں کرے تو جی بہت خوش ہو جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس باتمیز کو کیا انعام دے دوں اور باقاعدہ پڑھنے سے خود بھی عُمر بھر لُطف اُٹھاتا ہے اور دوسرے بھی اور بے قاعدہ پڑھنے سے نہ خود مزہ پاتا ہے اور نہ دوسرا۔ بلکہ مصداق ؎

اگر تو قرآن بدیں نمط خوانی
بہ بری رونق مسلمانی

کا ہوتا ہے۔

۱۷۔ اُستاد اگر علم کے متعلق باتیں کرے یا اور کوئی بات عمدہ بیان کرے تو اسے خوب توجہ سے سُنے اور کسی کاغذ میں نوٹ کرے اور اسے خوب یاد کرے اس بھروسہ پر نہ رہے کہ وہ تو میرے پاس رکھی ہوئی موجود ہے۔ کیوں کہ معلوم نہیں کب اور کہاں اس بات کی ضرورت پڑے تو اس کاغذ کو کہاں لیے پھرو گے؟ اور اگر گم ہو گیا تو تمہارا علم ہی گیا۔ اسی لیے کہا ہے کہ علم سینہ چاہیے علم سفینہ نہیں۔ علم کی شان تو یہ ہے کہ نہ چور چُرا سکے اور نہ وراثت میں تقسیم ہو سکے۔

۱۸۔ سبق پڑھنے کے لیے جب جگہ خالی ہو تب جائے تاکہ اژدھام نہ ہو،

تکلیف و انتشار نہ ہو۔

۱۹؍ طالبِ علم بغیر مطالعہ سبق نہ پڑھے کیوں کہ بغیر مطالعہ پڑھنے سے پڑھتے وقت جب اُستاد کچھ تقریر کرتا ہے تو سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر سمجھ بھی لے تو جلدی یاد نہیں ہوتی، اگر یاد بھی ہوجاتی ہے ٹھہرتی نہیں۔ اگر مطالعہ کر کے پڑھے گا تو ان ان آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

۲۰؍ پڑھتے وقت ادھر اُدھر نہ دیکھے۔

۲۱؍ اگر سبق میں بہت سے شریک ہوں تو ناغہ نہ کرو بہت کوشش کرو ساتھ میں پڑھنے کی، کیوں کہ اگر بعد کو طلبہ سے تکرار کرلوگے تو اُستاد کی ساری تقریر کو طالب علم نہیں دُہرا سکتا۔ اگر استاد ہی سے پڑھوگے تو بھی مجمع میں جو مضامین استاد کے قلب میں آئے تھے وہ نہ آئیں گے اگرچہ اُستاد کوشش بھی کرے خلاصہ یہ کہ بہت سی باتوں سے اگر ناغہ کروگے محروم ہوجاؤگے۔

۲۲؍ طالبِ علم کو چاہیے کہ پڑھتا جائے اور مشق کرتا جائے تاکہ پڑھا ہُوا خوب محفوظ رہے۔ اگر عربی پڑھتا ہے تو قرآن مجید میں غور کیا کرے۔ اگر کہیں قرآنِ مجید میں پڑھے ہوئے کے خلاف ملے تو قرآنِ مجید کی اصلاح نہ کرے بلکہ اس پڑھی ہوئی کتاب کو قرآن کے موافق کرے؟ یعنی جو قرآن شریف میں ہے، اسی کو صحیح جانے۔

۲۳؍ طالبِ علم کو چاہیے کہ اُستاد کی تعلیم کے وقت مسکرائے نہیں۔ اگرچہ مسکرانا اس وجہ سے ہو کہ وہ اسے اچھی معلوم ہوتی ہے کیوں کہ یہ صورت بے ادبی اور بے قدری کی ہے۔

۲۴؍ اُستاد کی تقریر میں اگر کوئی لفظ فارسی یا عربی کا ہے اور اس کے

معنی نامعلوم ہوں یا کتاب میں کوئی لفظ آیا جو مشہور ہو اور اس کا ترجمہ نہیں کرایا گیا تو اُستاد سے اس کے معنی پوچھ لے غفلت اور شرم نہ کرے کہ سب ہنسیں گے کہ ایسے مشہور لفظ کے معنی نہیں جانتا، کیوں کہ اگر نہ پوچھے گا تو ہمیشہ جاہل ہی رہے گا۔ مثل مشہور ہے۔ شِفَآءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ یعنی جہل کی شفا سوال ہے۔

۲۵۔ اگر کسی مسئلہ میں اُستاد کی تقریر ذہن میں نہ بیٹھے تو کچھ دیر تک استفادہ کے لہجہ میں خندہ پیشانی کے ساتھ اپنی تقریر کرے اگر پھر بھی سمجھ میں نہ آوے تو خاموش ہو جاوے اور دل میں یہ رکھ لے کہ اس کی تحقیق کروں گا۔ بعد کو کتابوں سے، علماء سے تحقیق کرے اور اگر اپنی رائے صحیح ہو اور اُستاد حق پسند ہو تو اس کتاب اور بڑے عالم کی تحقیق کو ان کے سامنے پیش کر دے۔ اگر استاد کی تقریر صحیح ہو تو معذرت کرے کہ آپ صحیح فرماتے تھے میں غلطی پر تھا۔ استاد کے مقابلے میں مکابرہ، مناظرہ، مجادلہ کی صورت ہرگز نہ بناتے۔ یعنی آنکھیں نہ چڑیں، گفتگو میں تیزی نہ ہو۔ پیشانی پر بل نہ ہوں۔ بڑوں کے مقابلے میں یہ بے ادبی ہے اور اوروں کے مقابلے میں گو مناظرہ نامناسب نہیں مگر بعض وجہوں سے وہ بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔ مثلاً فریق مخالف نے حق بات کہی اس نے ہٹ دھرمی سے رد کر دیا یا مجمع کی شرم سے فی الحال نہیں مانا۔ یہ دونوں امر ناجائز ہیں۔ لہٰذا وہ امر جائز بھی ناجائز ہو جائے گا۔

۲۶۔ اگر اُستاد کو تقریر کے وقت اپنی طرف زیادہ متوجہ کرنا چاہے شوق وطلب زیادہ پیدا کرے، کیوں کہ طالب ہی کی طرف مطلوب پہنچتا ہے۔

ہر کجا پستی ست آب آنجا رود
ہر کجا دردے شفا آنجا رود

۲۷ر قاعدوں کی اور مسئلوں کی تقریر آپس میں اور اُستاد کے سامنے کر لیا کریں تاکہ قواعد محفوظ ہوں اور زبان میں گویائی آوے ورنہ زبان سے مطلب کو ادا نہ کر سکے گا۔

متفرّق

۱ر سوال و جواب میں مطابقت ہونا چاہیے۔ نہ جواب بڑھے نہ سائل کا سوال دُہراوے۔ نہ جواب میں سوال کے الفاظ آویں۔ بجز ان الفاظ کے جن سے تعرّض ضروری ہے۔

۲ر جب نماز اکیلا پڑھے یا وہ نماز پڑھے جس میں آہستہ پڑھا جاتا ہے تو قرآنِ مجید کو بنا کر پڑھے اور جیسی سُورتیں پڑھنی مسنون ہیں ویسی سُورتیں پڑھے کیونکہ اس کے خلاف میں تلاوت، خدا کے لیے نہیں ہوتی بلکہ آدمیوں کے لیے ہوتی ہے اس لیے کہ جب زور سے پڑھتا ہے تو بنا کر پڑھتا ہے اور آہستہ پڑھتا ہے تو بگاڑ کر پڑھتا ہے تو مدِ نظر آدمیوں کو سُنانا ہُوا۔

۳ر الفاظ انگریزی ہرگز استعمال نہ کرے اس میں بُو حُبّ دُنیا کی پائی جاتی ہے کہ دُنیا نہ ملی تو دنیاداروں کے الفاظ ہی سے جی خوش کر لیں اور لباس و پوشاک میں بھی یہی بات ہے۔ اگر الفاظ بوجہ پسند ہونے کے کہنا ہے تو مسلمان آدمی کو الفاظ پیغمبر صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زبانِ مُبارک کے کیوں نا

پسند ہوتے، جب سب زبانوں سے اچھی زبان ہے۔ بڑی غیرت کی بات ہے کہ جس کو ہم پیشوا مانیں، ان کا نام نماز میں التحیات میں درود میں لیں۔ اپنے کو ان کا جانثار کہیں اور لباس پوشاک اور بول چال ان کی ناپسند کریں۔ ہاں اگر مجبوری ہو کہ کوئی انگریزی داں عربی اردو الفاظ نہ سمجھے تو خیر اس کے سمجھانے کے لیے ڈکٹیشن وغیرہ بول دے تو مضائقہ نہیں۔

۴۔ اگر اپنا کہنا بیان کرنا ہو تو یوں کہے کہ میں نے عرض کیا تھا اور اگر بڑے کا کہنا بیان کرنا ہو تو یوں کہے آپ نے فرمایا تھا۔

۵۔ سوال کے جواب میں تاخیر نہ کرے۔ جلدی سے جو دل میں ہو کہہ دے اور نہ جواب دینے میں باتیں بناوے۔

۶۔ جس سے کچھ نفع دینی یا دُنیوی حاصل کرنا چاہتا ہو اس کا مطیع بنے ورنہ ہرگز نفع نہ ہو گا۔

۷۔ اگر کوئی شخص کچھ سوال کرے تو اس کے جواب میں ہر پہلو پر نظر کرے اور ہر مصالح پر بھی۔ اگر تمہارا کام ہو تو خود سوچ کر جواب دے دو۔ یوں نہ کہو کہ جیسا آپ کہیں مثلاً اُستاد کسی سے سوال کرے کہ کتنے دن میں آموختہ سُناؤ گے یا امتحان دو گے یا کتنے دن قیام کرو گے؟ تو اس میں اپنی مہلت و قوتِ حافظہ وغیرہ کو تم خود سوچ کر جواب دو۔ سائل کیا جانے؟ (یعنی تمہارے حافظہ وغیرہ کو)۔

۸۔ طلبہ جس فن کو پڑھیں اس میں کسی کا لحاظ نہ کریں نہ کسی سے دَبیں۔ بلکہ بے دھڑک پڑھیں۔ مثلاً عربی پڑھیں تو انگریزی خوانوں سے نہ دَبیں اور اگر تجوید پڑھیں تو غیر تجوید والوں سے نہ دَبیں حق پر رہیں اور اللہ تعالےٰ کی

مرضی کے موافق کام کریں۔ ساری دُنیا ناخوش ہو یا حقیر سمجھے یا بُرا سمجھے کچھ پرواہ نہ کریں۔ مگر اس سے بہت پرہیز کریں کہ کسی سے لڑیں جھگڑیں نہیں، بس اپنی دُھن میں رہیں۔ جو ناحق پر ہے وہ نہیں دبتا تو تم حق پر ہو کر کیوں دبو۔ اگر وہ اپنا ہم خیال بنانا چاہیں تو ان سے صاف کہدو کہ میں تمہارا ہم خیال ہرگز نہ ہوں گا معاف کرو۔ تکلیف نہ کرو۔ پھر وہ ان شاء اللہ تعالےٰ کبھی نہ بولیں گے۔

۹ر بہت سی نعمتوں کو لوگ نعمت ہی نہیں جانتے، دن رات پڑھنے میں مشغول رہنا بڑی نعمت ہے اور بڑی عبادت ہے۔ بہت سے بندے دن و رات فتنہ فساد میں مشغول رہتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ ہر نماز کے بعد اور رات کو بعدِ نماز دس پانچ منٹ اس کے شکریہ میں خدا کی تعریف اور اس کی قبولیت اور اس کے نافعِ دُنیا و دین ہونے کے لیے تہ دل سے دُعا کریں۔ اس سے ان شاء اللہ تعالےٰ بہت ترقی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور اپنے قلب اور آنکھ کی حفاظت کریں دل میں بُرے خیالات نہ لائیں اور آنکھ سے نظرِ بد نہ کریں۔ پھر ان شاء اللہ تعالےٰ بہت بڑے ولی ہوں گے اگر کوئی نہ معتقد ہو تو نہ ہو مگر میں تو ایسے طلبہ کی ولایت کا بڑا معتقد ہوں۔

۱۰ر ہر دن ہر ہفتہ میں یہ خیال کر لیا کرے کہ میں نے کیا ترقی کی اس سے پہلے دن اور پہلے ہفتہ میں مجھے کتنا علم تھا اور اب کتنا ہے اور کیا کیا باتیں زیادہ معلوم ہوئیں؟ اور جو زیادہ معلوم ہوئی ہوں انہیں ذہن میں اچھی طرح بٹھالے اور اسی کے مطابق عمل کرے۔ کیوں کہ مقصود علم سے صرف عمل ہی ہے، ورنہ علم بغیر عمل کے کسی کام کا نہیں۔ بلکہ علم ہو اور عمل نہ کرے تو زیادہ گنہگار ہوگا۔

۱۱۔ شعرِ ذیل کو عربی خواں طلبا یاد کرلیں اور ہر ایک کی گردان صغیر و کبیر خوب یاد کرلیں اور تعلیلیں بھی خوب مشق کرلیں اور گردان میں اس کا بھی خیال رکھیں۔ ثلاثی مجرد مزید دونوں کی گردانیں اور تیسیر المبتدی کے مصادر یاد کرکے اُن کی گردانیں بھی مشق کرلیں۔ وہ شعر یہ ہے ؎

صحیح ست و مثال ست و مضاعف

لفیف و ناقص و مہموز و اجوف

اور ادب کے لیے جہاں تک ہو سکے عربی اشعار یاد کرلیں خصوصاً اشعارِ دُعائیہ و صلوٰتیہ تاکہ ادب بھی آجائے اور مغزِ عبادت جو دُعا ہے وہ بھی حاصل ہو جائے۔

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا
اَمَّا بَعْدُ

مدرسین کے نصائح میں

منصبِ مدرّس

۱؍ اس کی کوشش کرے کہ استاد جب بنے کہ اپنی اصلاح کسی شیخ کامل سے کرا چکا ہو اور ماتحتوں کو ایک نظر سے دیکھے اور طلبہ کے اخلاق کی نگرانی اور ان کی اصلاح کو مدِّنظر رکھے۔

۲؍ طلباء سے خدمت نہ لے اگر ضرورت پڑے تو کام میں آسانی کا خیال رکھے خود مدد کرے یا کسی اور سے مدد کروائے۔

۳؍ شاگردوں کا ممنون رہے کہ ان لوگوں نے اپنے کو تمہارے سپرد کیا ہے کہ تم اپنے دین کی کھیتی باڑی میں خوب شوق سے کام کرو۔

۴؍ متعلمین کو ایک نظر سے دیکھے اور یکساں برتاؤ رکھے تاکہ کسی متعلم کے دل میں حسد یا رنج نہ پیدا ہو اور بدگمان نہ ہو کسی کے ساتھ کچھ خاص معاملہ کرنا ہو تو اس کو مع اس کی وجہ کے اوروں پر صراحتہً یا اشارۃً ظاہر کر دے۔

۵؍ تعلیم میں دُنیا پیشِ نظر نہ ہو بلکہ دین مدِّنظر ہو۔

۶۔ حیا اور وقار سے رہے تاکہ یہ اخلاق متعلمین میں پیدا ہوں کیونکہ حیا ایمان کے درخت کی بڑی شاخ ہے۔ اگر یہ پیدا ہو جائے گی تو دین کے بہت کاموں کی پابندی کر لیں گے۔ مگر وقار سے مُراد کبر نہ سمجھے۔

۷۔ کچھ دیر تک خلوت میں فراغت کے وقت رہے اور اس میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کے اوامر میں سے کیا کیا پورا کیا اور نواہی میں سے کس کس کو چھوڑا اور تعلیم میں اور تربیت میں کیا کیا کوتاہیاں ہوئیں اور کیا کیا سرانجام ہوئیں۔ مرضیات خداوندی کے بجالانے پر تہ دل سے شکریہ ادا کرے تاکہ موافقِ وعدۂ خداوندی لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اور ترقی ہو اور ارتکابِ معاصی پر دل سے توبہ و استغفار کرے تاکہ بشارت یعنی طُوبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اِسْتِغْفَارًا كَثِيرًا میں داخل ہو اور کوتاہیوں کے دفع کرنے کی دل و جان سے کوشش کرے اور اللہ تعالےٰ سے بصد عاجزی و الحاح التجا کرے کہ مرضیات بجالانے کی توفیق عنایت فرمائیں اور نامرضیات سے اجتناب نصیب فرمائیں اور اسی پر عمر بھر رکھیں اور اسی پر خاتمہ فرمائیں وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ ۝ خلاصہ یہ ہے کہ کچھ دیر تک ضرور خلوت اختیار کرے اور مذکورہ بالا کاموں کو بجالائے تاکہ نورِ باطن نصیب ہو اور بہت سی آفتوں سے نجات ہو۔ ؎ ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

؎ قعر چہ بگزید ہر کو عاقل ست زانکہ در خلوت صفاہائی دل ست

اور جناب رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حکم ہُوا خلوت اختیار کرنے کا حالانکہ آپ معصوم تھے۔ ہم لوگ تو سر سے پیر تک گناہ ہی گناہ میں بھرے ہُوئے

ہیں۔ ہم لوگوں کے لیے تو خلوت اور ضروری ہوگی۔ چنانچہ ارشاد خداوندی فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ○ سے ظاہر ہے جیسے ربڑ وغیرہ میں پھونک مار کر ہوا بھرتے ہیں اسی طرح ذوق و شوق، وجد، شکر، ہمت سے پُر کر دیتی ہے۔ کر کے دیکھو ؎

اے تو نارستہ زمانے از رباط
تو چہ دانی صحو و سکر و انبساط
اے کہ اندر چشمۂ شورست جات
تو چہ دانی شط جیحون و فرات

۸۔ خلوتِ بالامرد سے بہت اجتناب کرے اور امرد خوب صورت سے بہت ہی سخت اجتناب کرے۔ ہرگز ان کے ساتھ خلوت نہ کرے اور جلوت میں بھی ضرورت سے زیادہ بات چیت نہ کرے۔ نہ ان کی طرف قصداً دیکھے اور نہ ان کی بات نفس کے تقاضہ سے سُنے کیونکہ امرد پرستی کا مرض اسی طرح پیدا ہوتا ہے کہ پہلے بالکل پتہ نہیں چلتا اور جب جڑ مضبوط ہو جاتی ہے تب پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کنارہ کشی امرد سے بہت دشوار ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ مثل مشہور ہے ؎

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ میل
چو پُر شد نہ شاید گذشتن ز پیل

اپنی پاک دامنی پر ناز نہ کرے کہ میں بھلا اس مرض میں کہاں مبتلا ہو سکتا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے رُخ پر جب تک

وہ امرد تھے نظر نہ ڈالی۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں دُنیا میں سوائے نفس کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ تو ہم تم اپنے پاک ہونے پر کیا ناز کر سکتے ہیں! اگر ایسا خیال میں آوے تو سمجھیں شیطان دھوکا دے رہا ہے اور یہ مرض ان میں اسی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اسے خبر نہ ہو اور جب خبر ہو گی تب اسے قدرت مقابلہ نفس پر نہ ہو گی یا بہت ہی مشکل ہو گی۔ یہ شیطان کا ہی مقولہ ہے کہ اگر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایسا مرد اور رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ایسی عورت خلوت میں ہو جاویں تو ہم دونوں کے اندر خیالات بُرے پیدا کر کے دونوں کا منہ کالا کر دیں تو صاحبو ایسے اولیا۔ کو بہکانے کا دعویٰ کرتا ہے تو ہم اور آپ کب اس پھندے سے بچ سکتے ہیں؟ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ شعر۔

طفل جاں از شیر شیطاں باز کن
بعد از انش بالملک انباز کن
تا تو تاریک و ملول و تیرۂ
داں کہ بادیو لعین ہمشیرۂ
جان بابا گویدت ابلیس ہیں
تا بدم بہ فریبدت دیو لعین

اور نفس اس سے بھی بڑھ کر دشمن ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ۔

نفس کشی باز رستی زاعتذار
کس ترا دشمن نماند در دیار

از دے ایں دنیائے دوں بر تست تنگ
از پئے او با حق و با خلق جنگ

ان دونوں دشمنوں سے بہت ہوشیار رہنا چاہیے ورنہ دُنیا اور آخرت دونوں چوپٹ ہو جاویں گے اور خسر الدنیا والآخرۃ نصیب ہو گا۔

بگاڑا دین کو اپنے کہیں دنیا ہی بن جائے
نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے
بڑی دولت ملے اس کو جو ہو اللہ کا عاشق
اُمیدِ اجرِ عقبیٰ پر یہ دُنیا اس سے چھٹ جائے

نفس اور شیطان سے ہر گھڑی ہر آن مقابلہ کرنے کو تیار رہے جو کام کرنے کو یہ کہیں ہر گز ہر گز نہ کرے مثلاً یہ کہے امرد کی باتیں سنو یا اس کی طرف دیکھو یا اس کے پاس چلو تو ہر گز ان کا کہنا نہ کرے اور دو تین دفعہ مخالفت کرنے سے ان شاء اللہ تعالےٰ ان کا تقاضا جاتا رہے گا۔

النفس کالطفل ان تہملہ شب علی
حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم

اور اپنے نفس کی ہر وقت نگرانی کرتا رہے اور اپنے ہر کام میں سوچتا رہے کہ یہ تقاضائے نفس یا وسوسہ شیطانی سے تو نہیں ہے اگر ہے تو فوراً مخالفت کرے ڈھیلا و سست نہ پڑے اور اللہ تعالےٰ سے بصد زاری و الحاح عرض کرے کہ یا اللہ ان اعدائے سے تو پناہ دے اگر تو پناہ نہ دے گا تو ہم کو کوئی دوسرا پناہ دینے والا کوئی نہیں ہے اور ہم سخت گھاٹے میں پڑیں گے۔ وَمَاذٰلِكَ

عَلَى اللهِ بِعَزِيْزٍ۝ اور یہ سوچ لے کہ اگر امرد پرستی کروں گا تو یہ بات ضرور ا ظاہر ہوگی کیونکہ عشق و مشک را نتواں نہفتن مشہور ہے اور حرکات و سکنات اٹھنا بیٹھنا، بات چیت کرنا وغیرہ کہہ ہی دے گی کہ امرد پرست ہے مولانا رومی صاحب فرماتے ہیں ؎

عشق معشوقاں نہاں ست دستیر
عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر

اور جب ظاہری ہوگی تو ساری عزت خاک میں مل جاوے گی کیونکہ عزت اللہ تعالےٰ کی اطاعت ہی میں ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ؎

عزیزیکہ از درگہش سر تبافت
بہر درکہ شد ہیچ عزت نیافت

بس خدمتِ دین کرے اور اللہ تعالےٰ سے دل لگاتے رہے اور ساری خرافات سے دل کو پاک وصاف رکھے اور جہاں تک ہو سکے اور جس طرح ہو سکے قلب کو فارغ رکھے یہ بڑی دولت ہے۔ رَزَقَنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ اور بہارِ دل دیکھتا رہے بقول ایک شوریدہ کے ؎

سوئے جناں بھی آنکھ اٹھاتا ہے بارِ دل
گردن جھکائے دیکھ رہا ہوں بہارِ دل

ع

ہر شب شب برات ہے ہر روز روزِ عید

طلبہ کی صحت کے لیے اور ان کی فراغت کے لیے برابر دُعا کیا کرے

تاکہ اپنے دین کی کھیتی کر سکے۔

۱۰ ار اگر متعلمین سے کوئی بات خلافِ طبیعت پیش آئے اور باعثِ ملول ہو تو یہ خیال کر کے کہ ان سے دین کا نفع مجھ کو بہت ہو رہا ہے معاف کر دے اور معاف کر دینے سے اور بھی اللہ تعالےٰ کے یہاں قرب بڑھے گا اللہ والے تو اوروں کا احسان مانتے ہیں۔ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت آپ کی بیوی صاحبہ بڑی بدزبان ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ایسا مت کہئے، ان کا مجھ پر بڑا احسان ہے۔ کہنے والے نے کہا کہ یہ بیوی صاحبہ کیا احسان کریں گی؟ یہ تو نہایت ہی بدزبان ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ بھئی یہی تو احسان ہے کہ وہ بُرا بھلا کہتی ہیں اور میں صبر کرتا ہوں جس کے بدلے میں اللہ تعالےٰ نے دُنیا میں مرزا کا ڈنکا بجا دیا۔

حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃُ اللہ علیہ کو ایک شخص نے مجمع میں کہا تم حرامی ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ بھئی تم غلط کہتے ہو۔ میرے بابا کے نکاح کے گواہ ابھی تک موجود ہیں۔ ایک بزرگ کو لوگوں نے مکار کہا، مریدوں نے اس کو مارنا چاہا، بزرگ صاحب نے فرمایا نہیں، جانے دو۔ میرے ساتھ آؤ۔ گھر پر چلو اور گھر پر لے گئے جتنے خطوط ان کے آئے تھے اور لمبے چوڑے القاب غوث و قطب لکھے سب سامنے رکھ دیئے اور فرمایا کہ مکار کہنے والے پر آپ لوگوں کو کیوں غصہ آیا۔ اسی وجہ سے نا کہ اس نے غلط بات کہی تو ان صاحبوں نے بھی غلط لکھا ہے انہیں بھی مارنا چاہیے۔ نہیں تو دونوں کو

چھوڑ دینا چاہیے۔ ورنہ یہ نفس کا کام ہو گا کہ خلافِ واقعہ بھلائی پر تو خوش ہو گیا اور کچھ نہ کہا نہ بُرا معلوم ہُوا اور خلافِ واقعہ برائی پر برہم ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شخص کو قتل کرنے کے لیے گرایا اور سینہ پر سوار ہُوئے اس نے مُنہ پر تھوک دیا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چھوڑ دیا لوگوں نے پوچھا آپ نے چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ میں ڈرا کہ کہیں میرا قتل کرنا نفس کے تقاضہ سے نہ ہو۔ واقعی یہ حضرات نفس کے مکر سے واقف ہیں اور اس کے مکر پہچانتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو شیطان پر ہزار عابد سے بڑھ کر اشد ہیں۔ غرض کہ معلم اپنے دل کو پاک وصاف رکھیں کسی طالب علم کے قصور پر ناخوش ہو کر کینہ نہ رکھیں اس سے دل کا ستیاناس ہو جائے گا۔ بس دل میں اللہ تعالےٰ کو جگہ دینا چاہیے اور اشعار ذیل کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن
کفر ست در طریقت ما کینہ داشتن
بہ نشیں در دل ویرانہ ام اے گنجِ مُراد
کہ من ایں خانہ بسودائے تو ویراں کردم

ہاں طالب علم کی اصلاح کی غرض سے کچھ تنبیہ یا کوئی سزا یا کوئی ترکیب کر دے جس میں اپنے نفس کا شائبہ نہ ہو اگر ہو گا تو اللہ تعالےٰ کو اس کا علم ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

۱۱۔ اگر کوئی طالب علم مدرسہ سے چلا جاوے بد دل نہ ہو پریشان نہ ہو گھبرائے نہیں ہائے ہائے نہ کرے کہ میری آمدنی یا ناموری گئی اب میری

بچے سے کٹے گی اور اس طالب علم کی یا اس کے سرپرستوں کی ہرگز ہرگز خوشامد نہ کرے اللہ پر توکل رکھے اور اللہ والا بن کر رہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے ہو کر رہیں گے۔ اخبار میں آیا ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ۔

ع دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند

ے خدا گر بحکمت بہ بندد درے
کشاید بفضل و کرم دیگرے

اور یہ شعر اپنا معمول رکھے۔

ے ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو
دار و گیر و حاجب و دربان دریں درگاہ نیست

اور یہ سمجھے کہ ایک کی ذمہ داری سے چھٹی ہوئی اگر اس کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی ہوئی تو قیامت میں گت بنتی، اللہ تعالےٰ نے اس سے نجات دی اور یہ سمجھے کہ قطعِ اسباب میں امتحان ہے توکل کا۔ اسباب کے ساتھ متوکل بننے کا دم بھرتے تھے اب اسباب کو اللہ تعالےٰ نے منقطع کر دیا تاکہ تمہارے توکل کی قلعی کھلے۔ اگر اب بھی اس طرح خنداں و شاداں رہو اور اللہ تعالےٰ پر ویسا ہی بھروسہ رہے جیسا کسی آدمی کے کہہ دینے سے کہ میں تمہارا ذمہ دار ہوں بھروسہ ہو جاتا ہے اور دل کو اطمینان ہو جاتا ہے اور خوراک پوری کھائی جاتی ہے اور نیند اچھی طرح آتی ہے اگر تمہاری حالت ایسی ہی رہے تو تم بے شک متوکل ورنہ جھوٹے ہو۔ تمہارا توکل اسباب پر ہے۔

ع ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است

خلاصہ یہ کہ مدرس خادمِ دین بن کر رہے۔ اگر طالب آئیں خدمت کرے ورنہ اللہ کا نام لے آزاد رہے ؎

زیر بار اند درختاں کہ ثمرہا دارند
اے خوشا سرد کہ از بند غم آزاد آمد

؎ ہر کہ انس شد بشاہِ فردِ خویش
یافت درمانہائے جملہ دردِ خویش

تربیت

۱۔ خود پاک و صاف رہے تاکہ ان میں نظافت صفائی پیدا ہو مگر اس سے تکلف و تصنع مُراد نہیں۔

۲۔ جس بات کا اثر ڈالنا چاہے پہلے خود اس کا عامل بن جاوے۔

۳۔ ہمیشہ دُعا کیا کرے کہ اللہ تعالےٰ مجھے تعلیم و تربیت و اصلاح کا طریقہ تعلیم فرماویں اور اس میں برکت نصیب فرماویں اور قبول فرماویں اور متعلقین کو علم و عمل نصیب فرماویں اور ان کے ظاہر و باطن کی اصلاح فرماویں۔

۴۔ دین کی پابندی کی سخت تاکید رکھے۔

۵۔ ان میں یہ بات پیدا کرے کہ حق بات مان لیں۔ ہٹ دھرمی نہ کریں۔

۶۔ خلافِ حیا کام طلبہ کے سامنے نہ کرے اور نہ کلام خلافِ حیا۔ زبان سے ان کے سامنے نکالے کیونکہ اس بے حیائی کا اثر ان پر پڑے گا اور ان کا دین چوپٹ ہو جاتے گا۔ کیونکہ حیا دین کے درخت کی بہت بڑی شاخ ہے

تادیب

۱۔ اگر شاگرد کو کچھ سزا کسی جرم پر دے تو دوسرے وقت اس کی دلجوئی بھی کردے تاکہ غم رفع ہو جاتے۔

۲۔ اگر کسی شاگرد کو کسی حرکت ناشائستہ پر نصیحت کرنا ہو اور وہ حرکت ایسی ہو کہ اگر سب کے سامنے ظاہر کی جاوے تو اسے شرم ہوگی بوجہ خلافِ حیا۔ وغیرہ ہونے کے تو اسے اکیلے میں نصیحت کرے اور بعد کو وہ نصیحت سب کو سُنادے اور اس کا نام ظاہر نہ کرے۔

طریقِ تعلیم

۱۔ جہاں نہ سمجھ میں آوے تو باتیں نہ بناوے بلکہ صاف کہہ دے کہ اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ دوسرے وقت کتاب دیکھ کر یا کسی سے پوچھ کر بتاؤں گا جب معلوم ہو بتلادے۔

۲۔ اگر شاگرد کوئی بات بیان کرے اور وہ حق ہو تو بلا تکلف فوراً مان لے ٹال مٹول نہ کرے۔

۳۔ آموختہ کی بہت نگرانی کرے۔

۴۔ پڑھانے کے وقت نہ اوروں سے باتیں کر کے ان کا نقصان کرے اور نہ ان کو فضول باتیں جو کتاب سے متعلق نہ ہوں بتلا بتلا کر ان کا حرج کرے۔

۵۔ ہر کتاب پڑھنے کا جو نفع ہو اتنی لیاقت پیدا کرا کر تب اگلی کتاب شروع

کرا دے۔

۶۔ ان کے ہر فضول سوال کا جواب نہ دے بلکہ اگر فضول سوال ہو ان کو ڈانٹے اور سزا دے۔

۷۔ اس کا خیال رکھے کہ سوال سے زیادہ جواب نہ دیں۔ جتنی باتوں کا سوال ہو اتنا ہی جواب دیا کریں۔

۸۔ نیچے کی کتابوں میں اوپر کی باتیں نہ بتاوے اس سے طالب علم پریشان ہوگا اور جو ضروری باتیں کتاب زیرِ سبق کی ہوں گی انہیں بھی نہ یاد کر سکے گا۔

۹۔ پڑھاتے وقت ہر طالب علم کی طرف توجہ کرے تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔

۱۰۔ ہر کتاب کا خلاصہ بیان کر دے خصوصاً جو سبق ہو اور آموختہ کا اختصار بیان کر دیا کرے تاکہ طالب علموں کو خلاصۂ کتاب سے آگاہی ہو جایا کرے اور یاد داشت میں سہولت و آسانی ہو جاوے اور روزانہ سبق میں یہ بیان کر دیا جاوے کہ آج کے سبق میں یہ فلاں فلاں باتیں یاد کرنے کو ہیں اور خلاصہ ان کا یہ ہے کہ طالب علم کثرتِ مضامین سے گھبراوے نہیں اور مضامین ذہن میں محفوظ رہیں اور ہر کتاب اور ہر سبق کے نئے مضامین پر انہیں مطلع کر دے اور ہدایت کر دے کہ نئے مضامین کو الگ نوٹ کر کے یاد کریں۔

۱۱۔ کتابوں میں جو مسائل کی مثالیں ہیں انہیں پر کفایت نہ کرے بلکہ اور بہت سی مثالیں صحیح و غلط بنا کر انہیں دکھاوے اور صحیح و غلط کی ان سے تمیز کرا دے مثلاً دخلت فی المسجد میں اعراب ان سے دلواوے یا خود اعراب دے کر ان سے تصحیح کرا دے تاکہ مسائل خوب مشق ہو جاویں۔

۱۲، طالب علموں کو مطالعہ کرنے کا سبق یاد کرنے کا آموختہ کی نگرانی کا طریقہ سکھلاوے اگر اس کی پابندی نہ کریں تنبیہ کرے اور بغیر طریقہ بتلائے ہوئے مارنا ظلم ہے۔

۱۳، جس فن سے مناسبت نہ ہو وہ طلبہ کو نہ پڑھائیں اگرچہ ان کے سرپرستوں کی تاکید ہو کیونکہ وہ فن پڑھانا ان کا وقت ضائع کرنا ہے۔

۱۴، اخلاق رذیلہ و جمیلہ کے امثال قرآن و حدیث سے چھوٹے چھوٹے جملے نکال کر معرب مبنی اعراب عامل معمول وغیرہ کی مشق کرادیں تاکہ قواعد بھی مشق ہو جاویں اور ادب بھی آجائے اور حدیث کا علم بھی ہو جائے اور حدیثیں ذہن میں اچھی طرح بیٹھ جائیں اور اخلاق کے متعلق اشعار ذیل مع معنیٰ انہیں یاد کرائے جائیں ؎

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم
نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم
صبر[۱] و شکر[۲] و قناعت[۳] و علم[۴] و یقین[۵]
تفویض[۶] و توکل[۷] و رضا[۸] و تسلیم[۹]
خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ
دہ چیز برون کن از درون سینہ
حرص[۱] و امل[۲] و غضب[۳] و دروغ[۴] و غیبت[۵]
بخل[۶] و حسد[۷] و کبر[۸] و ریا[۹] و کینہ[۱۰]

۱۵، مسائل و قواعد کی تقریر طلبہ سے کراوے تاکہ ان کی زبان کھلے۔

۱۶۔ بغیر مطالعہ سبق نہ پڑھاویں مگر مطالعہ کرنے کا امتحان کر لیں اس طرح پر کہاں تک پڑھو گے؟ اگر ایسی جگہ بتا دے جہاں پر ایک بات تمام ہونے کو ایک جملہ باقی ہو یا سوال کرے کسی مسئلہ کی علت کا جو بعد میں بیان ہو۔ اگر وہ کچھ نہ بولے تو سمجھو کہ اس نے مطالعہ نہیں دیکھا۔ یا دیکھا ہے مگر بغیر غور کے۔

۱۷۔ تھوڑا پڑھاویں مگر مطالعہ خوب کرادیں یہ نہ خیال کریں کہ زیادہ زیادہ پڑھاویں کتاب جلد ختم ہو جاوے۔ کیونکہ کتاب ہی ختم کرا کر کیا کریں گے جب سمجھیں گے نہیں یا یاد نہ رکھیں گے اور یہ بھی نہ خیال کریں کہ دوسری کتاب سمجھا لیں گے کیونکہ شاید دوسری کتاب پڑھنے کا موقعہ نہ ملے اور یہ مثل پیش نظر رکھیں کہ جو تھوڑا پڑھتا ہے وہ تھوڑے دن میں پڑھتا ہے اور جو زیادہ پڑھتا ہے وہ زیادہ دنوں میں پڑھتا ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ جو زیادہ پڑھے گا۔ وہ مطالعہ ٹھیک طور کرے گا اور نہ آموختہ کی نگرانی کر سکے گا۔ نہ اچھی طرح سمجھے گا اور آموختہ کا اختیار ان سے بیان کر دے گا اور اس کا اکثر ان سے سوال کر لیا کرے یہاں تک کہ آموختہ برق ہو جاتے۔

۱۸۔ اُستاد کو چاہیے کہ صرف میں جو افعال کہ باعتبار صحیح و مہموز و معتل وغیرہ کے گیارہ قسم پر ہیں۔ ہر ایک کی ایک ایک گردان صرف صغیر کی ایک ایک گردان صرف کبیر کی خوب یاد کرا دیں اور ان کی تعلیلیں خوب مشق کرا دیں اور اشعار عربیہ دُعائیہ صلوٰتیہ یاد کرا دیں تاکہ ادب بھی آجاوے اور دُعا و درود جو مغزِ عبادت ہے یہ بھی حاصل ہو جائے اور انہیں جب ذوق و شوق ہو تب ان اشعار کو پڑھا کر دُعا بھی مانگ لیں اور علمِ نحو میں عامل معمول کی خوب

مشق کرادیں۔ کیونکہ اس کی مشق کی بہت ضرورت ہے۔

متفرق

ا۔ کسی طالب علم کے متعلق ایسے طالب علم کا سبق متعلق نہ کرے کہ ان دونوں میں یارانہ اور دوستانہ تعلق ہونے کا احتمال ہو اگر غلطی خیال میں ہو گئی کہ سمجھا تھا کہ نہ ہوگی مگر ہو گئی تو بعد علم فوراً ان کا تعلق سبق وغیرہ کا چھڑا دے اور ان کو آپس میں بات چیت سلام و کلام سے منع کر دے اگر یہ علاج کام نہ کرے ایک کو نکال دے اگر گندہ تعلق معلوم ہو جاوے تو دونوں کو نکال دے۔

۲۔ اگر شاگرد مغموم ہو اور استاد کو معلوم ہو کہ یہ اس خیال سے غمگین ہے کہ میں ناخوش ہوں یا اس کی طرف سے میرا گمان بُرا ہے اور واقع میں استاد جی کے دل میں کچھ نہ ہو تو شاگرد پر اظہار کر دے کہ میرے دل میں کچھ نہیں ہے تاکہ اس کا غم جاتا رہے۔

۳۔ خود آزاد رہے اور انہیں بھی آزاد رکھے یعنی تعلیم و تربیت و اصلاح کا تعلق تو رہے اور خوب دل سے رہے۔ اس کے علاوہ اپنے کسی کام کی وجہ سے ان کی آزادی میں خلل نہ ڈالے اور نہ ان کے کام کی وجہ سے اپنی آزادی میں خلل ڈالے۔ اپنے کام کے واسطے ان کو مجبور نہ کرے اور نہ ان کے کام کے واسطے خود مجبور ہو اپنی مصلحت کے خلاف نہ ہو اور ان کا بھلا ہو تو کر دے اور اپنا بھلا ہو اور ان کی مصلحت کے خلاف نہ ہو تو کرا لے۔ جیسے بہشت میں لوگ رہیں گے ویسے ہی رہے ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

باسمہٖ تعالےٰ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا۔ اَمَّا بَعْدُ

مدارس دینیہ کے قیام کا مقصد محض علوم کی منتقلی یا کسی مخصوص طرز تعلیم کا اجراء نہیں ہے بلکہ ان کی تاسیس کا عظیم مقصد میراث نبوی (کتاب وسنت) کی علمی و عملی حفاظت و اشاعت ہے ظاہر ہے کہ اس کے لیے تعلیم و تربیت دونوں ہی ضروری ہیں کیونکہ تعلیم سے علم نبوی اور تربیت سے عمل نبوی کا ظہور ہوگا اور یہی دو چیزیں درحقیقت میراثِ نبوی ہیں یہیں سے مدارس کا جو اصل کام ہے وہ خود بخود متعین ہو جاتا ہے اور وہ ہے تعلیم و تربیت۔ تعلیم و تربیت کے بنیادی عناصر میں نصاب تعلیم و نظام تربیت دونوں ہی ہیں۔ اسی وجہ سے ہر دور میں یہ دونوں مسئلے بہت اہم اور غور و فکر کا موضوع رہے ہیں۔ بالخصوص اس وقت دینی مدارس میں تعلیمی و تربیتی دونوں ہی لحاظ سے جو تنزل ہو رہا ہے اس کی بناء پر ان دونوں چیزوں پر خصوصی طور پر توجہ اور غور و فکر کی ضرورت ہے نیز دعاء کا بھی خاص اہتمام چاہیے تاکہ موجودہ صورت حال کے تدارک کی بہتر صورت بفضلہ تعالےٰ ظاہر ہو جائے اور انفراداً و اجتماعاً اس میں لگنے کی توفیق بھی مل جاوے۔

چنانچہ تعلیمی خامی کے رفع کے لیے چند امور معروض ہیں

۱۔ نصابِ تعلیم جو بھی طے ہو اس کے لیے ایسے اساتذہ کا جن میں حسبِ ذیل دو باتیں پائی جاتی ہوں انتخاب کرنا۔

(ا) جس علم وفن کو پڑھاتے ہوں اس سے مناسبت اور اس میں مہارت ہونا یا اس کی فکر ہونا اور بقدرِ ضرورت استعداد ہونا۔

(ب) بقدرِ ضرورت تقویٰ ہونا۔

۲/ تقسیمِ اسباق میں پڑھانے کے لیے اسباق بقدر تحمل مقرر کرنا۔

۳/ ابتدائی کتب تجربہ کار اساتذہ کے پاس ہونا۔

۴/ اساتذہ کا معقول مشاہرہ بقدر حاجت مقرر کرنا۔

۵/ اسباق کی عبارت خوانی کے سلسلہ میں بلاتعیین ہر ایک سے پڑھوانا خواہ پوری پوری عبارت ایک طالب علم سے پڑھوائی جائے یا تھوڑی تھوڑی کئی ایک سے پڑھوانا

۶/ صحیح عبارت پڑھنے والے سے اعراب وترکیب کی تحقیق کرنا۔

۷/ پچھلا سننے کا اہتمام رکھنا گاہ گاہ متعدد طلبہ سے پوچھ گچھ کرنا۔

۸/ مشکل مقامات کا خلاصہ لکھوانا اور اس کی تقریر کرانا۔

۹/ داخل شدہ طلبہ میں اگر عبارت خوانی کی صلاحیت ظاہر نہ ہو تو اس کمی کے دور کرنے کے لیے کچھ مدت مقرر کرنا، مدتِ مقررہ میں کمی دور نہ ہونے کی صورت میں تنزل کر دینا

۱۰/ امتحان ماہانہ کا انتظام کرنا اور اعلیٰ نمبر پر انعام مقرر کرنا۔

۱۱/ داخلہ کا امتحان تفصیلی ومعیاری ہونا۔

۱۲/ ممتحنہ کتب کے ساتھ اس کے نیچے کی کتب کی بھی جانچ کرنا۔

۱۳/ نصاب تعلیم میں تصحیح قرآن شریف کو اور کتب تجوید کو بھی شامل کرنا۔

۱۴/ نصاب میں اصلاح اخلاق کی کتب کو بھی داخل کرنا اس سلسلہ میں کچھ معاون کتب

کو بھی تجویز کرنا۔

۱۵/ اپنے اپنے مدارس کے امتحان و معائنہ کے لیے باہر سے بھی بعض ایسے حضرات کو بھی جو مروت سے مغلوب نہ ہوں بلانا۔

عملی حالت کی درستی کے سلسلہ میں چند گذارشات

۱/ اساتذہ کرام کی تقرری میں ان کی عملی حالت پر خاص توجہ کرنا بالخصوص وضع قطع اور سر کے بال اور شرعی ڈاڑھی کو خاص اہمیت دینا ایسی کمی پر تقرر نہ کرنا اگر کرنا ہو تو عارضی طور پر ایک ماہ کے لیے تقرر کرنا پھر ذمہ دار کا خصوصی نگرانی بھی رکھنا۔

۲/ داخلہ کے وقت صلحاء کی وضع قطع بالخصوص سر کے بال و ڈاڑھی کی دیکھ بھال کرنا۔

۳/ اپنے اپنے مدرسہ میں سُنّت کے موافق اذان کا نظم کرنا طلبا کرام سے بھی اذان دلوانا کبھی کبھی اساتذہ و منتظمین کرام کا بھی اس شرف کو حاصل کرنا۔

۴/ ادعیہ ماثورہ تصحیح اذان و اقامت اور نماز کی عملی مشق کا ہر درجہ میں نظم رکھنا اور اس کے لیے کم از کم پندرہ منٹ وقت مقرر کرنا۔

۵/ امتحان کی بعض کتب میں ان کی دیانت کے بھی امتحان کا نظم کرنا مثلاً ابتدائی کتب کا بھی امتحان تحریری لینا طریق ذیل پر کتابیں تپائی پر رکھوانا اور کسی استاد صاحب کو نگرانی کے لیے مقرر نہ کرنا اور اس کی تذکیر کرنا کہ امانت کے ساتھ ناکام ہونا جنت کا راستہ ہے اور خیانت کر کے پاس ہونا یا اعلیٰ نمبر حاصل کرنا جہنم کا راستہ ہے۔

حدیث شریف اور تفسیر کے طلبا کرام کا امتحان اسی اہتمام سے لیا جانا۔ سرسری نگرانی میں خیانت کے ظہور پر اخراج کیا جانا اس سے پہلے آگاہ کرنا۔

۶/ گاہ گاہ ہفتہ عشرہ میں یا پندرھویں دن اجتماع طلبہ کا اہتمام کرنا اس میں اتباع سنت کی اہمیت وعظمت اور اس پر عمل کے فوائد کا اظہار کرنا۔ اسی طرح تجوید کی اہمیت کا بیان ہونا نیز اہل اخلاص اہل تقویٰ کے حالات و معاملات سے آگاہ کرنا۔

۷/ عبادات میں اشراق تہجد، اوّابین یا قیام لیل کی طرف بھی توجہ دلانا کہ (اہلِ علم و دین کو) عامہ مسلمین سے عمل میں ممتاز رہنا چاہیے۔

۸/ اذان جمعہ سے کم از کم پندرہ منٹ قبل مسجد کی حاضری کا بہت اہتمام کرنا۔ اذان جمعہ اور دیگر اذان کے احکام سے مدرسہ کے ہر طالب علم کو بھی آگاہ کرنا۔

۹/ عیادت کی سنت کی عملی مشق کرانا اساتذہ کرام اور منتظمین کرام کے ذریعہ اس کو زبانی بتلانا اور عملاً سکھانا۔

۱۰/ اعمال سنتہ جمعہ اور اعمال خاصہ کو محفوظ کرانا۔

۱۱/ جماعت کے اہتمام کی بار بار تاکید کرنا بالخصوص تکبیر اولیٰ کا اہتمام کرانا۔

۱۲/ تعدیل ارکان کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے کہ طلبہ کرام کی نماز عامہ مسلمین کی سے جلد ختم نہ ہونا۔

۱۳/ دار الاقامہ والے مدارس میں فجر کے بعد اور عصر کے بعد کچھ دینی مذاکرہ کا معمول رکھنا

۱۴/ عشاء کے بعد کی پڑھائی ختم ہونے پر سنن نوم و بیداری کی تلقین کرنا اور طلبا کرام سے سنوانا۔

۱۵/ جس طرح مامورات (مثلاً مساجد و مدارس) کے لیے جماعتی محنتیں ہو رہی ہیں اسی طرح منکرات (جس میں کفر و شرک رسوم و بدعت، حرام امور اور مکروہات شامل ہیں) کے مٹانے کے لیے جماعتی محنت جہاں نہیں ہو رہی ہے اس کو جاری کرنا اور عامہ مسلمین

پر اس کے فرض کفایہ ہونے کو ظاہر کرنا۔

۱۶ر اپنے اعمال و اخلاق کی اصلاح کے لیے کسی اہل حق مصلح سے تعلق اصلاحی قائم کرنا۔

۱۷ر مصلح سے ربط نہ ہونے پر اہل صلاح سے ملاقات کرتے رہنا اور انکی صحبت اختیار کرنا۔

۱۸ر صحابہ کرام اور امت کے صلحائے کرام کے حالات کو معلوم کرنا ان کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ کرنا۔

۱۹ر اپنے اعمال کا اوقات نماز میں محاسبہ کرنا سیئات پر توبہ کرنا اور حسنات پر شکر کرنا

۲۰ر دعا کا خاص اہتمام رکھنا بالخصوص فرائض کے بعد اور آداب دعا کی مراعاۃ رکھنا اپنی اور امت مسلمہ کی اصلاح وحفاظت نیز مراکز دینیہ کی حفاظت کی رو رو کر دُعا کرنا۔ رونا نہ آوے تو رونے کی صورت ہی بنا لینا۔

چند متفرق گذارشات

۱ر کمیت طلبا سے زیادہ کیفیت پر نگاہ رکھنا۔

۲ر تادیب ضربی سے اجتناب کی سخت تاکید کرنا۔ بصورت ضرورت خاص حدود کی رعایت کرنا۔

۳ر جن وجوہ سے معطلی ہوتی ہے ان کے ظہور پر عدم اصلاح پر معطلی کی بجائے اسقاط استقلال کا معمول مقرر کرنا اور معتد بہ مدت کے بعد مثلاً کم از کم تین مہینہ کے بعد بحال کرنا

۴ر سوال کی مذمت ہر طالب علم کے ذہن میں ہوتی ہے اِلّا نادار مگر درخواست امداد کو سوال نہیں سمجھتے اس کو اچھی طرح سمجھانا۔

۵/ شرائط مدرسہ کو تسلیم کرنا ان پر عمل کا عہد کرنا (ہے اس لیئے) ایفائے عہد کی تاکید بار بار کرنا۔

۶/ طلبا کے گھر جانے پر اپنے محلہ کی مسجد میں کوئی ایک دین کی بات سنانے کی خصوصی فہمائش کرنا۔

۷/ تربیت معلمین (اس میں طریق تعلیم اور ان کی کمی کو دور کرنا بھی شامل۔ ہے) کا انتظام کرنا

ناکارہ خادم

(مولانا سید) **ابرار الحق**

۱۳/ جمادی الاولیٰ

ناظم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

اَلْقَوْلُ الْعِزِیز

جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا
تو بد مستیوں میں جوانی گنوائی
جو اب غفلتوں میں بڑھاپا گنوایا
تو پھر یہ سمجھ زندگانی گنوائی

مجذوبؒ رحمۃ اللہ علیہ

اَلقَولُ العَزِیز

جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا

تو بد مستیوں میں جوانی گنوائی

جو اب غفلتوں میں بڑھاپا گنوایا

تو پھر یہ سمجھ زندگانی گنوائی

مجذوبؒ رحمۃ اللہ علیہ

فکرِ دُنیا تجھ کو صبح و شام ہے
اس سے غفلت ہے جو اصلی کام ہے
کچھ دنوں سہہ لے مشقّت دین کی
پھر تو بس آرام ہی آرام ہے
گفتۂ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۱۱